الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيمِ ط بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

”دین کی ضروری باتیں“ (part 02a) (1)

52 ”کچھ میں گرنے والا بچہ“

ایک بزرگ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ کسی جگہ سے گزر رہے تھے، دیکھا کہ ایک بچہ کچھ (mud) میں گر گیا ہے اور اس کے کپڑے و جسم کچھ کچھ ہو گئے۔ لوگ دیکھتے ہوئے گزر جاتے ہیں، کوئی اُسے کچھ سے نہیں نکالتا۔ کہیں دُور سے ماں نے دیکھا، دوڑتی ہوئی آئی، دو تھپڑ (slaps) بچہ کے لگائے، اسے نہلایا اور اس کے کپڑے دھوئے۔ وہ بزرگ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ یہ دیکھ کر ایک کیفیت میں آگئے اور فرمایا کہ یہی حال ہمارا اور اللہ پاک کی رحمت کا ہے۔ ہم گناہوں کی کچھ میں گر جاتے ہیں، کوئی ہمیں نکالتا! مگر اللہ پاک کی رحمت، ہم کو مصیبتوں کے ذریعے اس کچھ سے نکالتی ہے اور اللہ پاک ہمیں توبہ و عبادات کے پانی سے غسل دے کر صاف فرماتا ہے۔ مفتی احمد یار خان رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ یہ حکایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: جب مہربان ماں کچھ سزا دیکر صاف کر دیتی ہے تو خالق و مالک اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے، بعض اوقات سزا دیکر بھی ہماری اصلاح فرماتا ہے۔ (معلم تقریر، ص ۳۳، بتیہ)

اس حکایت سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ ماں ہم سے کتنی محبت کرتی ہے، ہمارا خیال

(care) رکھتی ہے مگر ہمارا رب (lord) تو ہمیں ماں سے زیادہ محبت فرمانے والا ہے، ابھی آپ نے سنا کہ ماں

(1) پہلے part 01 پڑھ لیں۔ والدین کو چاہیے کہ خود بھی پڑھیں اور اگر صلاحیت ہو تو اپنے بچوں کو پڑھائیں ورنہ کسی سنی عالم / سنی عالمہ کے ذریعے پڑھوائیں (بھلے انہیں fees دینی پڑے لیکن عام قاری صاحبان کے ذریعے نہ پڑھوائیں کہ دینی عقائد سکھانے میں غلطیاں ہونے کا بہت امکان ہے)۔

نے بچے کو مارا پھر اس کی محبت میں اُسے نہلایا اور اس کے کپڑے بھی دھوئے۔ اسی طرح ہم بھی قدم قدم پر گناہ کرتے ہیں، اللہ پاک کبھی بیماری اور کبھی کسی اور مصیبت کے ذریعے ہمارے گناہوں کے میل کو صاف فرماتا ہے۔ اس طرح کبھی یہ مصیبتیں درجات بڑھاتی ہیں تو کبھی گناہوں کی سزا بھی ہوتی ہیں۔ بس ہم گناہ گاروں کو اس کی رحمت چاہیے یقیناً وہ اپنے بندوں پر ماں باپ سے زیادہ رحم کرنے والا، غلطیاں معاف کرنے والا اور ان کی توبہ قبول فرمانے والا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اللہ پاک کو خوش کرنے کے لیے نیک کام کریں اور گناہوں سے بچیں۔

53 ”عقل مند بوڑھی عورت (wise old woman)“

ایک بوڑھی عورت (old woman) مشین پر کام کر رہی تھی۔ کسی نے پوچھا: آئی (anti)! ساری عمر مشین پر کام کرنے کے علاوہ کچھ اور کام بھی کیا ہے؟ کیا اللہ پاک کی بھی کچھ پہچان حاصل کی ہے۔ کہنے لگی کہ اس کے لیے یہ مشین ہی کافی ہے۔ اُس نے پوچھا: وہ کیسے؟ بولی: وہ ایسے کہ جب تک میں اس مشین کو چلاتی ہوں یہ چلتی رہتی ہے اور جب میں اسے چھوڑ دیتی ہوں تو رُک جاتی ہے تو جب بغیر کسی چلانے والے کے یہ چھوٹی سی مشین نہیں چل سکتی تو پھر زمین و آسمان، سورج اور چاند وغیرہ کا اتنا بڑا نظام کیسے چل سکتا ہے؟ اس مشین کو میں چلا رہی ہوں تو مجھے اور اس پوری دنیا و آسمان کے نظام کو میرا بت چلا رہا ہے۔ بوڑھی عورت (old woman) مزید بولی کہ ایک اور بات سن لو کہ اس پورے جہان (universe) کو چلانے والا ایک ہی ہے یہ بھی اس مشین سے پتہ چلا کیونکہ میں اسے اپنی مرضی سے ایک طرف چلاتی ہوں تو یہ ایک ہی طرف چلتی ہے اگر میرے ساتھ کوئی اور بھی مل کر چلائے تو یہ بہت تیز ہو جائے اور مشین خراب ہو جائے۔ اسی طرح اگر آسمان وزمین کا چلانے والا کوئی دوسرا ہوتا اور وہ مل کر چلاتے تو یہ تباہ (یعنی ختم) ہو جاتے۔ صرف یہ ہی نہیں

اگر دونوں الگ الگ طرف (opposite direction میں) چلاتے تب بھی تباہ ہو جاتی۔ تو جس طرح یہ مشین ایک چلانے والے کی وجہ سے صحیح چل رہی ہے، اسی طرح یہ آسمان وزمین بھی ایک چلانے والے کی وجہ سے صحیح طرح چل رہے ہیں اور وہ ایک چلانے والا اللہ پاک ہے۔

اس کہانی سے پتا چلا کہ جس طرح ایک مشین ایک ہی شخص کے چلنے سے ٹھیک چلتی ہے اسی طرح زمین و آسمان، چاند، سورج، ستارے، بارش، دھوپ سب ایک ہی چلانے والا چلا رہا ہے اس کا کوئی بھی شریک (partner) نہیں وہ چلانے والا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، زمین و آسمان بھی اسی کے بنائے ہوئے ہیں، وہ اللہ پاک اکیلا (alone) ہی سارے جہان (universe) کا مالک ہے۔ سمندر اور خشکی کی ساری مخلوق اسی کی پیدا کی ہوئی ہے۔

54 ”اللہ پاک ہی کی عبادت ہوگی“

اسلام کا سب سے اہم اور پہلا عقیدہ، ”توحید“ ہے۔ یعنی ہر مسلمان اس بات پر پکارتین رکھتا ہے کہ اللہ پاک ایک ہے۔ یہ عقیدہ تمام عقیدوں کی جڑ (root) ہے جس طرح جڑ کے بغیر کوئی درخت نہیں رہ سکتا اسی طرح عقیدہ توحید پر ایمان کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔

توحید کا مطلب:

- پہلے دو لفظوں کا مطلب سمجھیں (۱) ذات (۲) صفات۔
- (۱) ذات: اس کا ایک معنی ہے ”حقیقت“۔ مثلاً انسان کا بدن (انسان کی ذات ہے) مگر اللہ پاک جسم اور بدن سے پاک ہے، اس کی حقیقت ہم سمجھ نہیں سکتے۔
- (۲) صفات: یعنی خوبی (merit) اور خامی (demerit) وغیرہ جیسے انسان کا بولنا، غصہ کرنا اور اللہ پاک کا کریم (یعنی کرم فرمانے والا) ہونا، رحیم (یعنی رحم والا) ہونا۔

توحید کا معنی یہ ہے کہ اللہ کریم کو اس کی ذات اور صفات میں کسی بھی شریک (partner) سے پاک ماننا یعنی جیسا اللہ ہے ویسا کوئی بھی نہیں۔ اگر کوئی اللہ پاک کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو اللہ کہتا ہے تو وہ ذات میں شرک کرتا ہے۔ علم، سننا، دیکھنا وغیرہ اللہ پاک کی صفات ہیں ان صفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنے والا۔ مثلاً جو یہ کہے کہ جیسا علم اللہ پاک کا ہے، ویسا ہی فلاں کا ہے یا جیسے اللہ سنتا ہے ویسے ہی فلاں سنتا ہے تو ایسا کہنے والا بھی شرک کرنے والا مشرک ہے۔ (مقالات کاظمی، جلد ۳، ص ۱۹ ماخوذاً) یاد رہے! اگر کوئی اللہ پاک کے علاوہ کسی کے لیے بہت زیادہ علم مانتا ہے مگر یہ کہتا ہے کہ اللہ پاک نے فلاں کو یہ علم دیا ہے تو یہ شرک نہیں۔

55 ”واہ کیا بات ہے عاشقِ قرآن کی“

حضرت ثابت بنانی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ روزانہ ایک بار مکمل قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور ساری رات عبادت فرماتے، جس مسجد سے گزرتے اس میں دو رکعت نفل نماز ضرور پڑھتے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے اپنی مسجد کے ہر سٹون (column) کے پاس مکمل قرآن پاک کی تلاوت فرمائی اور اللہ پاک سے رورو کر دعا بھی کی تھی۔ نماز اور قرآن پاک کی تلاوت کے ساتھ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کو بہت زیادہ مَحَبَّت تھی، اللہ پاک نے آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ پر ایسا کرم کیا کہ حیرت ہوتی ہے چنانچہ انتقال کے بعد، جب ان کو قبر میں دفن کر رہے تھے تو قبر کی ایک اینٹ (brick) اندر کی طرف گر گئی، جب اُس اینٹ کو اٹھانے کے لیے لوگ جھکے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے ہیں! آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے گھر والوں سے جب معلوم کیا گیا تو آپ کی بیٹی نے بتایا: والد صاحب روزانہ دُعا کیا کرتے تھے: یا اللہ! اگر تو کسی کو وفات کے بعد قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے تو مجھے بھی دینا۔ کہا جاتا ہے: جب بھی لوگ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ کے مزار مبارک کے قریب سے گزرتے تو قبر شریف سے قرآن پاک کی تلاوت کی آواز آرہی ہوتی۔ (جلد ۱۱ اولیاء ج ۲ ص ۳۶۲-۳۶۶ مکتبہ دارالکتب العلمیہ)

اس سچے واقعے سے ہمیں پتا چلا کہ نماز پڑھنے اور قرآن کی تلاوت کرنے والوں کا بہت بڑا مقام ہے۔

ہمیں بھی چاہیے کہ پانچوں نمازیں پڑھنے کے ساتھ ساتھ نفل نماز بھی پڑھیں اور خوب خوب قرآن پاک کی تلاوت کریں۔ **یہ باتیں بھی یاد رکھیں کہ** ہمیں قرآن پاک صحیح پڑھنا، سیکھنا ہوگا، اسی طرح نماز کے مسائل سیکھنا بھی ضروری ہیں۔ سمجھدار بچوں اور مردوں کو مسجد میں امام صاحب کے پیچھے، جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنی ہوتی ہے۔

56 ”حضرت داود علیہ السلام کی آواز“

حضرت داتا گنج بخش رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: اللہ پاک نے حضرت داود علیہ السلام کو بہت خوبصورت آواز دی تھی کہ جب آپ (زبور شریف پڑھتے) اور اللہ پاک کی تسبیح بیان کرتے تھے تو آپ کی آواز سن کر چلتا ہوا پانی رُک جاتا تھا، جانور آپ کی مبارک آواز سن کر اپنے گھروں سے باہر نکل آتے (اور آپ کے ساتھ اللہ پاک کی تسبیح کرتے) تھے، اڑتے پرندے گر پڑتے تھے اور کبھی ایک ایک مہینے تک بے ہوش پڑے رہتے اور کھانا پینا بھول جاتے تھے، دودھ پینے والے بچے دودھ مانگنا چھوڑ دیتے اور کئی لوگ فوت ہو جاتے حتیٰ کہ ایک بار آپ علیہ السلام کی خوبصورت آواز سن کر، اللہ پاک کی محبت میں بہت سارے لوگوں کا انتقال ہو گیا۔ شیطان یہ سب کچھ دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا اور اُسے بہت تکلیف ہو رہی تھی۔ اب شیطان نے لوگوں کو حضرت داود علیہ السلام کے پیارے کلام سے دور کرنے کے لیے بانسری (flute) وغیرہ بنائی اور حضرت داود علیہ السلام کے رحمتوں بھرے اجتماع کے سامنے اپنا گناہوں بھرا میلا لگا لیا یعنی موسیقی (گانے باجے) کا سلسلہ شروع کیا۔ اب حضرت داود علیہ السلام کو سننے والے لوگ دو جگہ تقسیم (divide) ہو گئے، نیک اور خوش نصیب (lucky) لوگ حضرت داود علیہ السلام ہی کو سنتے تھے جبکہ بُرے اور بد نصیب (unlucky) لوگ گانے باجے سن کر اپنی آخرت خراب کرنے لگے۔ (ماخوذ از کشف المحجوب ص ۳۵۷)

حضرت داود علیہ السلام کی خوبصورت آواز اور تسبیح کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ پاک نے ارشاد

فرمایا (ترجمہ - Translation): اور داؤد کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کو تابع بنا (یعنی ساتھ کر) دیا کہ وہ پہاڑ اور پرندے تسبیح کرتے (پارہ 17، سورۃ الانبیاء، آیت: 49) (ترجمہ کنز العرفان) علماء فرماتے ہیں: پہاڑ اور پرندے آپ ﷺ کے ساتھ ایسی تسبیح کرتے تھے کہ سننے والے ان کی تسبیح سنتے تھے۔ ورنہ درخت اور پتھر وغیرہ تو اللہ پاک کی تسبیح کرتے ہی رہتے ہیں۔ (نور العرفان ص ۵۲۳ ملخصاً)

اس قرآنی واقعے سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ اللہ پاک کا کلام سننا بہت اچھا کام ہے اور اگر اللہ پاک کے کلام کو اچھے انداز میں پڑھا جائے تو اس سے سننے والوں کے دلوں کو سکون (calm) ملتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گانے سننا، باجے بجانا شیطانی کام ہیں اور ان کے ذریعے شیطان لوگوں کو اللہ پاک کے ذکر سے دور کرتا ہے اور گناہ کرواتا ہے۔

یہ بات یاد رہے قرآن پاک سے پہلے جو کتابیں نازل ہوئیں وہ صرف انبیاء کرام ﷺ کو زبانی یاد ہوتی تھیں، لیکن یہ اللہ پاک کا کرم ہے کہ مسلمانوں کا بچہ بچہ قرآن کریم زبانی یاد کر لیتا ہے۔

57 ”آسمانی کتابیں“

{ اللہ پاک نے بعض نبیوں پر آسمانی کتابیں اور کئی صحیفے (یعنی تختیاں یا چھوٹی کتابیں) نازل فرمائیں جن میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں: (1) تورات: حضرت موسیٰ ﷺ پر (2) زبور: حضرت داؤد ﷺ پر (3) انجیل: حضرت عیسیٰ ﷺ پر (4) قرآن کریم: ہمارے پیارے پیارے آخری نبی ﷺ پر { اللہ پاک نے اپنے نبیوں پر جو کچھ نازل فرمایا سب پر ایمان لانا فرض ہے (خزائن العرفان، پ ۱، بقرہ، تحت الآیہ: ۴) یعنی جو اللہ پاک نے اپنے نبیوں پر نازل فرمایا ہے بے شک وہ سب حق اور سچ ہے اور اللہ پاک کی طرف سے ہے۔ (خزائن العرفان، پ ۳، بقرہ، تحت الآیہ: ۲۸۵ ماخوذاً) { بعض لوگ پہلے کے شاعروں کی نظموں (poems) کو آسمانی کتاب کہہ دیتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے { قرآن پاک سے پہلے جو کتابیں نازل ہوئیں (جیسے تورات، زبور، انجیل) ان کتابوں کی حفاظت کی ذمہ داری (responsibility)، انہی امتوں (nations) کو دی گئی تھی، جن کے

لیے وہ کتابیں نازل کی گئیں تھیں لیکن وہ ان کی حفاظت میں ناکام رہے۔ ان اُمتوں میں سے بُرے لوگوں نے ان کتابوں میں تبدیلیاں (changes) کر دیں تاکہ جو غلط کام کرنا چاہیں کر لیں، سزائیں مٹادیں، غلط باتیں ڈال دیں وغیرہ، یہی وجہ ہے کہ آج زمین پر وہ کتابیں اپنی اصل حالت میں موجود نہیں۔

58 ”نور والے“

اللہ پاک کے پیارے نبی مُحَمَّدِ عَزَبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو سب سے پہلے حضرت بی بی آمنہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا نے تقریباً 7 دن دودھ پلایا پھر چند دن حضرت ثَوْبِيَه (ثُ. وِي. بَه) رَضِيَ اللهُ عَنْهَا نے، اس کے بعد سے حضرت بی بی حلیمہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا نے 2 سال کی عمر تک دودھ پلایا۔ بی بی حلیمہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا پیارے پیارے کئی مدنی نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے بچپن شریف کے بارے میں فرماتی ہیں: اللہ پاک کے پیارے حبیب حضرت مُحَمَّدِ مَصْطَفَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا پیار اسیار نور والا چہرہ رات کے وقت اتنا زیادہ چمکتا تھا کہ اُجالا کرنے کیلئے چراغ (oil-lamp) جلانے کی ضرورت نہ ہوتی، ایک روز ہماری پڑوسن مجھ سے کہنے لگی: اے حلیمہ! کیا آپ اپنے گھر میں رات کے وقت آگ جلا کر تپتی ہیں کہ ساری رات آپ کے گھر میں سے پیاری پیاری روشنی نظر آتی ہے! بی بی حلیمہ فرماتی ہیں، میں نے کہا: یہ آگ کی روشنی نہیں بلکہ حضرت مُحَمَّدِ مَدَنِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نور والے چہرے کی روشنی ہے۔ (ماخوذ از: تفسیرالم نشرح ص ۱۰۷)

اس حدیث شریف سے **سکھنے کو ملا کہ پیارے حبیب حضرت مُحَمَّدِ مَصْطَفَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نور والے ہیں۔** ہمارے حضور سلطانِ دو جہان صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بے شک انسان تو ہیں مگر نور والے انسان اور سارے انسانوں کے سردار ہیں۔

نور والا آیا ہے ہاں نور لے کر آیا ہے

(نور والا چہرہ ص ۹۳)

سارے عالم میں یہ دیکھو کیسا نور چھایا ہے

59 ”میرے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا مسکرانا“

اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا سَحْرِي كے وقت كچھ سی رہی تھیں كہ اچانك سوئی كر گئی اور چراغ بھی بُوْجھ گیا۔ اتنے میں رَحْمَتِ وَالے آقا، نور والے مُصْطَفَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تشریف لے آئے۔ چہرہ مُبارك كی روشنی سے سارا گھر روشن ہو گیا حتی كہ سوئی مل گئی۔ اُمُّ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا نے عرض كی: ”يَا رَسُولَ اللهِ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)! آپ كا چہرہ مُبارك كتنا روشن ہے۔ سر كارِ مَدِينَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اس شخص كيلئے ہلاكت (یعنی تباہی) ہے جو مجھے قیامت كے دن نہ دیکھ سکے گا۔ عرض كی: وہ كون ہے جو آپ كو نہ دیکھ سکے گا۔ فرمایا: وہ بَخِيل (كجوس) ہے۔ پوچھا: ”بَخِيل كون؟“ ارشاد فرمایا: جس نے میرا نام سنا اور مجھ پر دُرُودِ پاك نہ پڑھا۔ (القول البدیع، الباب الثالث فی التمجیر من ترك الصلاة علیہ عند ذكره، ص ۳۰۲)

اس حكايت (سچے واقعے) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا كہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نور والے ہیں اور محروم ہے وہ شخص جو نور والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ كا نام مُبارك سننے مگر درودِ پاك نہ پڑھے۔ یاد رہے! زندگی میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے اور جس مجلس میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ كا ذكر ہو وہاں ایک بار درود شریف پڑھنا واجب ہے، اگر مجلس میں پڑھ نہ سکے تو بعد میں لازمی پڑھیں بلكہ جب بھی، جتنی بار بھی ہمارے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ كا ذكر ہو، ہر مرتبہ درودِ پاك پڑھنا چاہیے۔ (بہار شریعت ج ۱، ص ۳۷، ص ۵۳۳ ناخوذاً)

60 ”نور والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ“

{ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بشر (یعنی انسان) بھی ہیں اور نور بھی یعنی نورانی بشر ہیں۔ ظاہری جسم شریف بشر ہے (یعنی آپ ظاہری طور پر انسان ہی ہیں) اور حقیقت نور ہے (رسالہ نور مع رسائلِ نعیمیہ، ص ۳۹) { تاجدارِ مَدِينَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كی بَشَرِيَّة كَامُطْلَقًا انكار (یعنی یہ عقیدہ ركھنا كہ آپ بشر ہیں ہی نہیں، یہ) كفر ہے۔ (فتاوی رضویہ

ج ۱۴، ص ۳۵۸) {} بلکہ اس میں شک کرنا بھی کفر ہے کہ نبی رحمت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا بشر ہونا قرآن پاک نے بتایا ہے (پ ۱۶، الکہف: ۱۱۰)۔ ہاں اپنے جیسا بشر نہ کہے خیر البشر (بہترین انسان) یا سید البشر (انسانوں کے سردار) کہے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب ص ۲۲۴ ملخصاً) {} حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اپنے جیسا بشر یعنی ہماری طرح کا انسان یا بھائی کے برابر کہنے والے یا کسی اور طرح حضور کا مرتبہ گھٹانے والے مسلمان نہیں، گمراہ، بددین ہیں۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ کافروں کا یہ طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ نبیوں کو اپنے جیسا بشر (یعنی انسان) کہتے تھے اور اسی وجہ سے غیر مسلم گمراہی اور کفر میں پڑے۔ (بنیادی عقائد اور معمولات اہلسنت ص ۱۰ ملخصاً) {} حدیثوں سے سرکارِ مدینہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا نور والا ہونا ثابت ہے۔ حضرت سیدنا جابر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے جب یہ پوچھا کہ اللہ پاک نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا ہے؟ تو حضور پُر نور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اے جابر! اللہ پاک نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔ (الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف، ص ۶۳، حدیث نمبر ۱۸، مواہب لدنیہ، ج ۱، ص ۳۶)

61 ”درخت نے سلام کیا“

حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا نے فرمایا کہ ہم لوگ اللہ پاک کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ ایک جگہ جا رہے تھے کہ گاؤں میں رہنے والا ایک آدمی آپ کے پاس آیا، آپ نے اس کو اسلام کی دعوت دی، اس نے سوال کیا کہ کیا آپ کے نبی ہونے پر کوئی نشانی بھی ہے؟ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں یہ درخت بتائے گا کہ میں اللہ پاک کا نبی ہوں۔ پھر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس درخت کو بلایا اور وہ فوراً ہی اپنی جگہ سے چل کر آگیا اور سلام کیا، کہا ”السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ“ پھر اس نے زور سے تین مرتبہ آپ کو اللہ پاک کا نبی کہا۔ پھر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس کو اشارہ فرمایا تو وہ درخت زمین میں چلتا ہوا اپنی جگہ پر واپس چلا گیا۔ اُس گاؤں والے نے کہا: یا رسول اللہ! (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے پیارے

پیارے ہاتھ پاؤں چوم لوں تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اسے اجازت دے دی۔ اُس نے آپ کے پیارے پیارے ہاتھ اور پاؤں کو بہت محبت کے ساتھ چوم لیا۔ (شرح الزرقانی علی المواہب، ج ۶، ص ۵۱ تا ۵۱۹ مع بیہقی لخصاً)

اس روایت سے ہمیں معلوم ہوا کہ درخت بھی اللہ پاک کے نبی کو جانتے اور ان کا حکم مانتے ہیں۔ ہمیں بھی اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی باتوں پر عمل کرنا چاہیے۔

62 ”یا رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آپ کے صدقے“

حضرت سیدنا عثمان بن حنیف رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: اللہ پاک سے دُعا کیجئے کہ وہ مجھے عاقبت (یعنی سلامتی) دے۔ ارشاد فرمایا: ”اگر تم چاہو تو میں دُعا کروں اور اگر چاہو تو صبر کرو اور یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔“ انہوں نے عرض کی: حُضُور! دُعا فرمادیجئے۔ انہیں حکم فرمایا کہ وضو کرو اور اُبَّحَا وَضُوءِ اور دو رُكْعَتِ نَمَاز پڑھ کر یہ دُعا پڑھو: اللَّهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُكَ اَنْ تَوَسَّلَ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى لِي ط اللَّهُمَّ فَتَمِّعْهُ فِي ط اے اللہ میں تجھ سے سُوَال کرتا ہوں اور وسیلہ (یعنی صدقہ) پیش کرتا ہوں تیرے نبی مُحَمَّد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا جو نبی رَحْمَتِ ہیں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں۔ يَا مُحَمَّد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! میں آپ کے ذریعے سے اپنے رب کی طرف اپنی ضرورت پیش کرتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ یا اللہ! ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ حضرت عثمان بن حنیف رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فرماتے ہیں: ”خدا پاک کی قسم! ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آئے گویا کبھی نابینا ہی نہیں تھے!“ (ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۵۶ حدیث ۱۳۸۵، ترمذی ج ۵ ص ۳۳۶ حدیث ۳۵۸۹، اَلْمُنْعَمُ اَلْکَبِيرُ ج ۹ ص ۳۰ حدیث ۸۳۱۱)

نوٹ:

{} حدیث کی کتابوں میں ہے کہ صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے اس دنیا سے انتقال

ج ۹ ص ۳۰ حدیث ۸۳۱۱) {} یہ دعا، اُن صحابی یا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زندگی کے لیے خاص نہیں، آج بھی اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ ”ظہرائی“ میں ہے: ایک شخص اپنی کسی ضرورت کو لے کر حضرت سیدنا عثمان بن حنیف رَضِيَ اللهُ عَنْهُ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو آپ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے فرمایا: وُضُوْا کَرُوْا پھر مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرو پھر یہ دعا مانگو: (یہاں وہی دعا بتائی جو ابھی گزری) اور فرمایا (اس دعا کے آخری لفظ) حَاجَتِیْ کی جگہ اپنی ضرورت کا نام لینا۔ وہ آدمی چلا گیا اور جیسا اس کو کہا گیا تھا اس نے ویسا ہی کیا اور اس کی حاجت پوری ہو گئی (المعجم الکبیر ج ۹ ص ۳۰ حدیث ۸۳۱۱ ملخصاً)

64 ”کھجور خود آگئی“

ایک گاؤں میں رہنے والا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس آیا اور اس نے آپ سے پوچھا کہ مجھے یہ کیسے یقین ہو کہ آپ اللہ پاک کے نبی ہیں؟ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اس کھجور (dates) کے درخت پر جو کھجوریں ہیں اگر میں ان کو اپنے پاس بلاؤں اور وہ میرے پاس آجائیں تو کیا تم میرے نبی ہونے پر ایمان لاؤ گے؟ اس نے کہا: ہاں بے شک میں آپ کو خدا کا رسول مان لوں گا۔ آپ نے کھجوروں کو بلایا تو وہ فوراً درخت سے اتر آئیں اور آپ کے پاس آگئیں پھر آپ نے حکم دیا تو وہ واپس جا کر درخت میں اپنی جگہ پر لگ گئیں۔ یہ دیکھ کر وہ گاؤں والا فوراً مسلمان ہو گیا۔ (ترمذی، کتاب المناقب، جلد ۵، ص ۳۶۰، حدیث: ۳۶۲۸۔ سیرت مصطفیٰ، ص ۷۷۳، ۷۷۴ ملخصاً)

اس حکایت (سچے واقعے) سے ہمیں پتا چلا کہ اللہ پاک کے نبی کا حکم درخت بھی مانتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم بھی نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے حکم پر عمل کیا کریں۔

65 ”پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے صحابی کی محبت“

ایک صحابی حضرت سیدنا ابویوب انصاری رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مدینہ پاک میں پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے

مبارک روضہ پر حاضر ہوئے اور پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مبارک قبر پر اپنے گال (cheeks) رکھ دیئے۔ مدینہ منورہ کے گورنر مروان نے دیکھا تو کہا: کچھ خبر ہے، کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا: میں اینٹ، پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں، (بلکہ) میں اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں آیا ہوں۔

(المسند لامام احمد بن حنبل، الحدیث: ۲۳۶۳۶، ج ۹، ص ۱۳۸)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دنیا سے جانے کے بعد بھی پیارے آقا سے بہت زیادہ عشق و محبت کرتے تھے اور آپ کا ادب ایسا ہی کرتے تھے جیسا کہ آپ جب صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ کی نظروں کے سامنے ہوتے تھے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دنیا سے جانے کے بعد صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ آپ کی مبارک قبر پر حاضر ہوتے اور برکتیں حاصل کرتے تھے۔ تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تعظیم (respect) جس طرح اُس وقت فرض اور ضروری تھی جب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دنیا میں موجود تھے، اب بھی اُسی طرح فرض ہے۔ اور یہ بات بھی یاد رہے کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی کسی بات یا کام یا حالت کو جو نفرت کی نظر سے دیکھے گا وہ مسلمان نہیں رہے گا۔

66 ”صحابہ کرام اور ”اَيُّهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ“ کا نعرہ“

{ قرآن کریم میں بہت سی جگہوں پر اللہ پاک نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو نداء فرمائی (یعنی پکارا)۔ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ)، (يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ)، (يَا أَيُّهَا الْمُرْسَلُ)، (يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ) وغیرہ ان تمام آیات میں ’یا‘ کے ساتھ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کلام (بات، گفتگو) کی گئی { حضرت براء رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے جب حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مکے شریف سے مدینے پاک آئے تو عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے گلیوں میں تھے، سب نعرے لگا رہے تھے (یعنی اونچی آواز سے کہہ رہے تھے)، ان میں ایک نعرہ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بھی

تھا۔ (صحیح مسلم، ص ۱۶۰۸، حدیث: ۲۰۰۹) {} حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی وفات شریف کے بعد بھی، صحابہ کرام رَضِيَ اللہُ عَنْہُمْ کا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ”یا“ کے ساتھ پکارنا ثابت ہے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِيَ اللہُ عَنْہُ کے زمانے میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے مسیلمہ کذاب کے خلاف مسلمانوں نے جنگ کی۔ اس جنگِ یمامہ میں مسلمانوں کا نعرہ ”یا مُحَمَّدًا“ تھا (تاریخ الطبری، ج ۲، ص ۲۸۱) {} حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللہُ عَنْہُمَا کا پاؤں سو (یعنی سُن ہو) گیا، کسی نے کہا: انہیں یاد کیجیے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے آواز بلند کہا: ”یا مُحَمَّدًا“ فوراً پاؤں ٹھیک ہو گیا۔ (الشفاء، جزء ۲، ص ۲۳) نوٹ: ہم یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کہیں گے (فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۱۵۶، ۱۵۷ ماخوذاً) {} ہر نماز کے تشہد میں مسلمان التحیات پڑھتے ہیں اور التحیات میں نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو پکارا جاتا ہے اَلَسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللہِ وَ بَرَکَاتُہُ بَلْکَہُ یہ پکارنا واجب ہے اور ہر عقلمند کے لیے یہی بات کافی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳، ص ۶۸۲ ماخوذاً)